نمبر ۱۴۳ | مورخہ ۲ جون ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۶ محرم ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لاہور میں ۳۰۔ مئی کی صبح کے آٹھ بجے سے ۲½ بجے تک مختلف احباب کو ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اپریشن جو ۲۹۔ مئی کو ہونا تھا۔ درد کے دورہ کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا۔ آج (۳۱۔ مئی) بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور کل یکم جون کو بذریعہ موٹر قادیان تشریف لے آئیں گے۔

حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کو پہلے کی نسبت افاقہ ہے احباب کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۳۰۔ مئی بعد نماز عشا مسجد اقصیٰ میں مستری فضل دین صاحب نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابی ہیں۔ ذکر حبیب پر تقریر کی یہاں کا تھانہ یکم جون سے اٹھا لیا گیا ہے۔ اب حفاظت وہ ہو چکی رہیگی۔ جو ذیح پر مقرر ہے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی امداد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے

اس وقت تک آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جو عظیم الشان اور بے لوث خدمات مسلمانانِ کشمیر کی بہبودی و ترقی اور ان کو ہلاکت و تباہی سے بچانے کیلئے کی ہیں۔ وہ ہندوستان کے مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں۔ اب گلینسی کمیشن کی رپورٹ شائع ہونے پر ریاست کے ہندوؤں نے جو شورش برپا کر رکھی ہے۔ اس کا مقصد محض یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو بدستور سابق غلام بنائے رکھیں اور گلانسی کمیشن نے جو چند ابتدائی حقوق دینے کی سفارش کی ہے ان سے مسلمان بدستور محروم ہیں۔ ہندوؤں کی یہ شورش اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ پہلے سے بہت زیادہ زور و شور کے ساتھ کام کیا جائے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ اہل دل اور دردمند مسلمان کشمیر کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں۔ اور مالی امداد دے کر اپنا فرض ادا کریں۔ کیونکہ کشمیر کمیٹی کے لئے سب سے زیادہ اس کے وسیع اور اعلیٰ پیمانہ پر کام کرنے میں جو چیز روک ہے۔ وہ سرمایہ کی کمی ہے

اس وقت کشمیر کمیٹی کئی ہزار روپے کی مقروض ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم نے سات آٹھ وکیل مسلمانانِ کشمیر کی قانونی امداد کے لئے بھیجے ہوئے ہیں۔ جو اب تک بیسیوں کو قید و بند کی مصیبت سے رہائی دلا چکے ہیں۔ اگر وہ مسلمان بھائی جنہیں مبدء فیاض سے دردمند دل عطا ہوا ہے۔ اور جو جودو ایثار کی صفت سے متصف ہیں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی حالت مضبوط کرنے کی طرف توجہ کریں۔ تو ہم کامل وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ۳۳ لاکھ مسلمان بھائیوں کو بہت جلد غلامی سے نجات دلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور ان کی اس وقت کی معمولی قربانیاں بھی تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ ہمیں امید ہے۔ کہ حلقہ بگوشانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اپنی بساط کے مطابق اپنے مظلوم و بے کس مسلمان بھائیوں کی امداد کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائیں گے۔ اور تمام رقوم مسلم بنک آف انڈیا لاہور یا براہ راست کشمیر کمیٹی قادیان کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہونگے۔

خاکسار شمس۔ کاشمیری۔ برائے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی۔

تبلیغی رپورٹ

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

حیفا فلسطین

۲۸۔ مارچ کا لکھا ہوا جو خط مولوی اللہ دتا صاحب کا حیفا سے پہونچا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

احمدیہ دار التبلیغ میں اس ہفتہ سات غیر احمدی اصحاب آئے جن کو تبلیغ کی گئی۔ ایک شخص جنین سے مسیحیوں کے بعض اعتراضات کے جواب دریافت کرنے آیا تھا۔ اسے جواب سمجھائے گئے۔

مولوی صاحب جمعہ کے دن کبابیر گئے۔ جہاں ایک امریکن سیاح جو ہندوستان سے ہو کر واپس جا رہا تھا۔ اسے زیر تعمیر مسجد احمدیہ دکھائی اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ کبابیر میں ہی قائم مقام حیفا اور زراعت افسر سے دو گھنٹہ لگاتار سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات اور ضرورت پر گفتگو کی۔ ہر دو معزز اصحاب اچھا اثر لے کر گئے۔

موضع طیرہ میں ایک شیخ اسمٰعیل صاحب نقشبندی سے ہمارے مخلص دوست الشیخ سلیم الربانی صاحب کا وفات مسیح پر مناظرہ ہوا۔ نقشبندی صاحب جھنجلا کر گالیوں پر اتر آئے۔ بعض رؤساء قریہ نے مناظرہ کی کامیابی پر شیخ سلیم صاحب کو مبارکباد دی۔

شیخ عبد الرحمٰن صاحب مہاجر احمدی جو ایک سفر پہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے [illegible] دوستوں کو پیغام حق پہنچایا اور ان میں کتب تقسیم کیں۔

۲۷۔ مارچ اتوار کو ایک احمدی دوست کے لڑکے کی شادی تھی اس موقعہ پر حیفا کے شاذلیوں کے امام سے مولوی صاحب تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔

علاقہ شام کے ایک قبیلہ کے امیر نے مولوی اللہ دتا صاحب کو اطلاع دی ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی اکثر کتب ہم نے پڑھی ہیں۔ آپ کی دعوت حق ہے۔ اس لئے میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ کیونکہ الساکت عن الحق شیطان اخرس۔ انہوں نے سلسلہ کی مزید کتب طلب کی ہیں۔ اور مولوی صاحب کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے۔

تکیفون (سماٹرا)

مولوی محمد صادق صاحب کا جو خط ۲۱۔ مارچ کا لکھا ہوا تکیفون سے پہونچا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

یہاں ترئی میت نامی ایک گاؤں میں فرداً فرداً لوگوں کو پیغام سلسلہ پہونچایا گیا۔ تکیفون میں بھی تبلیغ کی گئی۔ جہاں آج کل سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ اور احمدیوں کو بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ مگر یہاں بھی دو افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اور بھی کئی اشخاص ہیں جو سلسلہ کے قریب آ گئے ہیں۔

امریکہ

مولوی مطیع الرحمٰن صاحب کا جو خط ۱۷۔ مارچ کا لکھا ہوا پہونچا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

ان ایام میں ڈیٹرائیٹ کا دورہ کیا جہاں مقامی جماعت احمدیہ تبلیغ کے کام میں مصروف ہے۔ تمام احمدیہ جماعت کو جمع کر کے اتحاد و تعاون سے کام کرنے کی تلقین کی گئی۔ اس جماعت میں بعض نو مسلم بہت مخلص ہیں۔ جو اشاعت اسلام کا کام سرگرمی سے کر رہے ہیں۔ یہاں عربوں کی ایک جماعت رہتی ہے۔ مولوی صاحب نے ان کو بھی احمدیت کی تبلیغ کی۔ اور خدمت اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی اشتہار اور بعض کتب کے کچھ حصص پڑھ کر سنائے جس سے عرب لوگ بہت متاثر ہوئے۔

انگلستان

مولوی محمد یار صاحب مبلغ اسلام نے جو خط ۳۱۔ مارچ کو لنڈن سے لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

گزشتہ ہفتہ جمعہ کے دن چونکہ "گڈ فرائی ڈے" کی تعطیل تھی۔ اس لئے خدا تعالےٰ کے فضل سے ۳۶۔ اصحاب نماز جمعہ میں شامل ہوئے۔ مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد نے خطبہ میں حضرت موسیٰ و یوسف علیہما السلام کے واقعات بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کی۔ اور نو مسلم اصحاب کو تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعض غیر مسلم بھی خطبہ میں شامل تھے۔

اتوار کے دن اٹھارہ اصحاب کی حاضری میں مولوی فرزند علی صاحب نے قرآن مجید کا درس دیا۔ ان میں دو غیر مسلم عورتیں بھی تھیں جن کو تبلیغ کی گئی۔ اور پڑھنے کے لئے لٹریچر دیا گیا۔ مغرب اور عشا کی نمازیں با جماعت مسلم احباب کے ساتھ ادا کی گئیں۔ پھر فرداً فرداً سبق پڑھائے گئے۔

مسٹر محمد سعید صاحب آف پونچھ نے جو آج کل لنڈن میں ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بیعت کی ہے۔ ایک نو مسلم مسٹر مبارک احمد صاحب اب چار سپارے قرآن مجید کے ختم کر چکے ہیں۔

احباب تمام مبلغین کی کامیابی اور نو مسلمین کی استقامت کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔ جس علاقہ میں مولوی محمد صادق صاحب رہتے ہیں وہاں مخالفت سخت زوروں پر ہے۔ اس لئے ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی جائے۔ — ناظر دعوت و تبلیغ قادیان۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا تقرر

وائسرائے ہند کی اگزکٹو کونسل میں

یہ خبر تمام اسلامی حلقوں میں نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سنی جائے گی۔ کہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی اے بیرسٹر ایٹ لاء کا وائسرائے ہند کی اگزکٹو کونسل میں تقرر ہو گیا ہے۔ چنانچہ شملہ کی ۳۰۔ مئی کی خبر ہے۔ کہ حکومت ہند نے ایک کمیونک جاری کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ آنریبل میاں فضل حسین صاحب ماہ جون کے وسط میں خرابی صحت کے باعث چار ماہ کی رخصت پر جائیں گے۔ اور ان کی جگہ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب گورنر جنرل کی اگزکٹو کونسل کے عارضی رکن کی حیثیت سے کام کریں گے اور محکمہ تعلیم و صحت اور اراضیات کے انچارج ہونگے۔

اس انتخاب کے لئے جہاں ہم گورنمنٹ ہند کی دانش اور تدبر کی اس لئے داد دیتے ہیں کہ اس نے ایک نہایت قیمتی اور گراں مایہ گوہر چن لیا ہے۔ وہاں جناب چوہدری صاحب موصوف کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں یہ اعزاز ہر طرح مبارک کرے۔ آئندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے۔ اور ملک و قوم کی بہترین خدمات سر انجام دینے کی توفیق عطا کرے۔

ہائی کورٹ پنجاب سے مستریان مباہلہ کی نگرانی خارج ہو گئی

مستریان مباہلہ عبد الکریم بفضل کریم۔ زاہد۔ اور عبد الرحمٰن کو دیوان ہری دش لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ کی عدالت سے زیر دفعہ ۱۵۳-۲۲۔ فروری کو چھ چھ ماہ قید سخت اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ اس کے خلاف انہوں نے سشن جج گورداسپور کی عدالت میں اپیل کی۔ سشن جج نے ۳۰ مارچ اس کا یہ فیصلہ سنایا۔ کہ عبد الکریم کی سزا ۶ ماہ قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ بحال رکھی۔ اور دوسروں کو مجرم قرار دیتے ہوئے سو سو روپیہ جرمانہ اور ۳۰۔ مارچ تک کی سزائے قید قرار دی۔

مستریوں نے سشن جج کے اس فیصلہ کے خلاف ۷ رمئی کو ہائیکورٹ پنجاب میں نگرانی دائر کی جو ۲۷ رمئی جسٹس کولڈسٹریم جج ہائی کورٹ کے سامنے پیش ہوئی فاضل جج نے اسے کچی پیشی میں ہی خارج کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۳ — قادیان دارالامان مورخہ ۲ جون ۱۹۳۲ء — جلد ۱۹

کشمیری ہندوؤں کی شورش کے تین سہارے

ریاست کے متعصب ہندو حکام کانگرسی اور مہاسبھائی ہندو

گلینسی سفارشات کے متعلق ہندوؤں کا پہلا خیال

گلینسی کمیشن کی سفارشات اور ان کے متعلق مہاراجہ بہادر کے اعلان کے شائع ہونے پر خود ہندوؤں نے یہ نہیں سمجھا تھا کہ مسلمانوں کو کوئی بہت بڑی رعائتیں دے دی گئی ہیں۔ بلکہ پہلے پہل ان کا یہی خیال تھا۔ کہ مسلمانوں کو جو کچھ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کے وہ مستحق ہیں۔ چنانچہ ہندو اخبارات نے ریاستی ہندوؤں کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ وہ گلینسی کمیشن کی سفارشات کے خلاف نہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۰-مئی) نے "گلینسی کمیشن اور کشمیری ہندو" کے عنوان سے لکھا۔ کہ

"کشمیری ہندو خود بھی یہ نہیں چاہتے۔ کہ گلینسی کمیشن کی سفارشات واپس لی جائیں۔ مسلمانوں کو جو رعایات دی گئی ہیں۔ وہ خوشی سے دو۔ اگر اور کچھ دینے کو باقی ہے۔ تو وہ بھی دے ڈالو۔ ہندوؤں کو کوئی گلہ شکوہ نہیں۔ جس کا جو حق ہے اسے ملنا ہی چاہیئے"۔

ہندوؤں کی الٹی راہ

لیکن جب مسلمان اپنی مسلمہ امن پسندی سے کام لیتے ہوئے اس بات کا انتظار کرنے لگے۔ کہ جو وعدے ان سے کئے گئے ہیں۔ وہ کس حد تک اور کس رنگ میں پورے کئے جاتے ہیں اور انہوں نے قیام امن کی کوشش کرتے ہوئے اپنی طرف سے ریاست کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچائیں۔ تو ان ہندوؤں نے جن کے نزدیک ریاست کے مسلمان محض ان کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور جو ایک عرصہ دراز سے ان پر جابرانہ تسلط جمائے ہوئے ہیں۔ بالکل الٹی راہ اختیار کر لی۔ انہیں ریاستی حکام۔ اور بیرون ریاست کے کانگرسی اور مہاسبھائی ہندوؤں نے ایسی پٹی پڑھائی۔ کہ انہوں نے ایک طرف تو یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ ریاستی ہندوؤں سے سب کچھ چھین کر مسلمانوں کو دے دیا گیا ہے۔ ریاست کی زمام حکومت مسلمانوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔ اور دوسری طرف گلینسی کمیشن کی سفارشات کی بنا پر قانون شکنی کر کے شورش پھیلانی شروع کر دی۔ اور انہی ہندو اخبارات نے جو یہ لکھ چکے تھے۔ کہ کشمیری ہندو یہ نہیں چاہتے۔ کہ گلینسی کمیشن کی سفارشات واپس لے لی جائیں۔ یہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ:-

"گلینسی کمیشن کی رپورٹ اور اس کی سفارشات پر مہاراجہ صاحب کے احکام سے کشمیر کی ہندو دنیا میں ایک ہیجان عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ اس رپورٹ کا سیدھا مطلب یہاں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ کشمیر کے ہندو یا تو کشمیر چھوڑ کر چلے جائیں۔ یا اگر کشمیر میں رہیں تو بھوکے رہیں۔ کیونکہ اس رپورٹ کی سفارشات کے مطابق یہاں کے ہندوؤں کو نہ تو سرکاری دفتروں میں نوکری مل سکتی ہے۔ نہ وہ زمینیں خرید سکتے ہیں۔ نہ صنعت و حرفت کی طرف جا سکتے ہیں"۔

کشمیری ہندوؤں کی شورش

اس کے بعد کشمیر کے ہندوؤں نے گلینسی کمیشن کی رپورٹ کے خلاف جو ادہم مچایا۔ جس بے باکی سے قانون شکنی کی جس شور پشری سے باوجود ممانعت کے روزانہ کئی کئی جلسے منعقد کر کے گلینسی رپورٹ اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا۔ اور ریاست کے امن کو مخدوش بنا دیا۔ جس طریق سے گاندھی جی اور کانگرس کی حمایت میں نعرے بلند کر کے ریاست کے انگریز حکام کو مرعوب کرنا چاہا۔ اور پھر امن قائم رکھنے اور قانون کا احترام کرانے کے ذمہ دار ریاستی حکام نے اور بیرونی ہندوؤں نے جس طرح ان فتنہ پردازوں کی حوصلہ افزائی کی۔ یہ سب باتیں خود ہندو اخبارات کے بیانات سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہیں۔ اس وقت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ریاستی ہندوؤں نے جو شورش پیدا کر رکھی ہے۔ اس کی تہ میں اگر کانگرسی اور مہاسبھائی ہندوؤں کا ہاتھ نہ ہوتا۔ اور ریاستی حکام قانون اور امن کے متعلق اپنے فرائض کو صحیح طور پر سمجھتے تو یہاں تک ہرگز نوبت نہ پہنچتی۔

ریاستی متعصب حکام کا طریق عمل

ریاستی متعصب ہندو حکام کے متعلق تو صرف یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ ہندوؤں کی خلاف قانون شورش کے متعلق انہوں نے جو رویہ اختیار کیا۔ وہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ جو مسلمانوں کی قانون کے اندر چیخ و پکار اور مطالبہ حقوق کے متعلق ان کا تھا۔ اس وقت تک ہندو ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو کر ایک ایک دن میں کئی کئی جلسے کر چکے۔ اور جلوس نکال چکے ہیں۔ ان میں اس قدر اشتعال انگیز اور امن شکن تقریریں کی گئیں۔ اور نعرے لگائے گئے ہیں۔ کہ خود ہندو اخبارات نے سری نگر کے متعلق لکھا:-

"کاروبار کے لئے تو شہر میں اُلو بول رہے ہیں جس قدر روزگار تھے۔ وہ چلے گئے ہیں۔ اور آہستے بند ہو گئے ہیں"۔

(ملاپ ۱۳-مئی)

لیکن باوجود اس کے ایسے خلاف قانون اجتماعوں اور جلوسوں کے متعلق اس طاقت کا عشر عشیر بھی ظاہر نہ کیا گیا۔ جس کا ہولناک مظاہرہ پتھرے اور بیکس مسلمانوں پر کیا گیا۔ پھر ہزاروں کے خلاف قانون مجمع سے صرف ایک دو کو گرفتار کر کے باقیوں کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دوسری جگہ جا کر اور جلسہ منعقد کر لیں۔ اور جو جی میں آئے۔ کہیں۔ جنہیں گرفتار کیا جاتا ہے ان کے لئے ان کے گھر سے زیادہ آرام و آسائش کا انتظام کیا جاتا ہے، چار چار روپے روزانہ الاؤنس مقرر کیا گیا ہے۔ جن سادھوؤں نے اس فتنہ انگیزی میں کھلم کھلا حصہ لیا۔ اور لوگوں کو قانون شکنی کے لئے اشتعال دلایا۔ انہیں ہاتھ تک لگانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ہے۔ دو بنگالی ایجی ٹیٹروں کو جنہوں نے قانون شکنی کرتے ہوئے "ستیہ گرہ" کی تھی۔ صرف ریاست سے باہر پہنچا دیا گیا۔ کیونکہ وہ "سنیاسی" تھے۔ لیکن اسی سری نگر میں ایک مسلمان مولوی عبدالقدیر صاحب کو ستیہ گرہ کرنے پر نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے ایک مجمع میں وعظ کرنے اور اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلانے پر گرفتار کر کے سخت سزا دی جا چکی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مسلمانوں پر جو کچھ گزر چکا ہے وہ نہایت ہی المناک ہے۔

شورش انگیزوں کی حوصلہ افزائی

غرض ریاستی حکام کے ہندو شورش انگیزوں کے متعلق طریق عمل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے ہر طرح ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور انہیں اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ گلینسی کمیشن اور مہاراجہ بہادر کے احکام کی وہ جس قدر بھی تحقیر و تذلیل کر سکتے ہیں۔ کریں۔ اور ریاست کے امن کو جتنا بھی مخدوش بنا سکتے ہیں۔ بنائیں۔ ان حالات میں

کہنا پڑتا ہے۔ کہ ریاستی ہندوؤں کی شورش کا ایک سہارا ریاستی ہندو حکام کی حوصلہ افزائی ہے ؛

کانگرسی ہندوؤں کی امداد

پھر دوسرا سہارا جس پر یہ شورش کھڑی ہے۔ کانگرسی اور مہاسبھائی ہندوؤں کی امداد ہے۔ چنانچہ ہندو اخبارات نے کشمیر کے ہندوؤں کو شورش انگیزی پر آمادہ کرتے ہوئے جو سب سے بڑی نصیحت کی۔ وہ یہی تھی۔ کہ ہندوستان کے ہندوؤں کے ساتھ مل کر رہیں۔ یعنی جو کچھ وہ کہیں۔ اس پر عمل کریں۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۰ - مئی) نے لکھا :-

"کشمیری ہندو یاد رکھیں۔ کہ ان کی نجات ہندوستان کے تیس کروڑ ہندوؤں سے الگ ہو جانے میں نہیں۔ بلکہ ان سے ملے رہنے میں ہے۔ متحد رہنے سے فتح پاؤ گے۔ اور بچھڑ جانے سے مر جاؤ گے"

اس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے۔ کہ کشمیر کے ہندو ہندوستان کے ان تیس کروڑ ہندوؤں کی ہدایات کے مطابق کام کریں۔ جو دو ہی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ یعنی یا تو وہ مہاسبھائی ہیں۔ یا کانگرسی۔ گویا پہلے ہی دن کشمیری ہندوؤں کی شورش کی باگیں مہاسبھائی اور کانگرسی ہندوؤں نے اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ اور اب تک یہی لوگ سب کچھ کرا رہے ہیں ؛

کانگرس اور گاندھی جی کی جے کے نعرے

اس کا ناقابل تردید ثبوت کشمیر کے شورش انگیز ہندوؤں کا طرز عمل بھی پیش کر رہا ہے۔ انہوں نے اٹھتے ہی "ستیہ گرہ" کا وہ ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کی ایجاد کا فخر کانگرس کو حاصل ہے اور برطانوی ہند میں حکومت کے خلاف کانگرس کی طرف سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ پھر انہوں نے گاندھی جی کی جے اور کانگرس کی حمایت میں نعرے لگا کر ثابت کر دیا۔ کہ وہ نہ صرف کانگرس کی خلاف قانون اور خلاف امن تحریکات کے حامی ہیں۔ بلکہ انہی تحریکات کو ریاست میں جاری کر رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۳ - مئی) نے ایک جلسہ کی روداد شائع کرتے ہوئے لکھا :-

"پولیس کافی تعداد میں موجود تھی۔ اور مجسٹریٹ صاحب بھی موجود تھے۔ جلسہ میں مہاتما گاندھی کی جے۔ اور کانگرس کی جے کے نعرے لگ رہے تھے"

ریاست کے خلاف ایجی ٹیشن کے دوران میں اور گلینسی کمیشن کی سفارشات اور مہاراجہ بہادر کے احکام کے خلاف اور ان کی تحقیر میں منعقد ہونے والے جلسوں میں گاندھی جی کی جے۔ اور کانگرس کی جے کے نعروں کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ کشمیری ہندو جو کچھ کر رہے ہیں۔ کانگرس کی ہدایات کے مطابق کر رہے ہیں۔ اور وہ اپنی کامیابی کا انحصار کانگرسی تحریکات پر عمل کرنے میں سمجھتے ہیں ؛

کانگرسی تحریکات کے سدّباب کی ضرورت

یہی وجہ ہے۔ کہ اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے پولیٹیکل نامہ نگار کو بھی لکھنا پڑا۔ کہ

"کشمیر میں جو ایجی ٹیشن ہو رہی ہے۔ کانگرس اس کی پشت پر ہے"

پس یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے۔ کہ کشمیر کی موجودہ شورش میں کانگرس کا ہاتھ ہے۔ اور اسی کی امداد اور ہدایات پر یہ جاری ہے۔ جس کے متعلق ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اگر برطانوی ہند میں کانگرس کی خلاف امن تحریکات کے سدباب کی ضرورت ہے۔ تو ریاست کشمیر میں اس سے بھی زیادہ ضرورت ہے۔ اور امید رکھنی چاہیئے کہ مہاراجہ بہادر۔ اور وزیر اعظم کشمیر اس بارے میں پوری طرح بیدار مغزی کا ثبوت دیں گے ؛

مہاسبھائی ہندوؤں کی امداد

اس سلسلہ میں مہاسبھائی ہندو جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر پتہ تو اس خط و کتابت سے لگ سکتا ہے۔ جو ڈاکٹر مونجے اور وزیر اعظم کشمیر میں ہوئی۔ اور وزیر اعظم نے قابل تعریف تدبر سے کام لیتے ہوئے مہاسبھائی فتنہ انگیزیوں کے پیش نظر اس کے وفد سے ملاقات کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔ اور مزید ثبوت اس چٹھی سے مل سکتا ہے۔ جو پنجاب کے ایک درجن سے زیادہ مہاسبھائیوں نے وزیر اعظم کشمیر کو حال ہی میں لکھی ہے۔ اور جس میں کشمیر کے شورش انگیز ہندوؤں کی "شکایات" پیش کرتے ہوئے اور گلینسی کمیشن کے متعلق مہاراجہ بہادر کے احکام کو "مضحکہ خیز کارروائی" قرار دیتے ہوئے یہ دھمکی دی ہے۔ کہ

"یقیناً آپ کا یہ خیال نہیں ہے۔ کہ شکایات کو دور کرانے کے لئے بغاوت کرنا ضروری ہے"

اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اگر ان شکایات کو جن کی بنا پر کشمیر کے ہندوؤں نے فتنہ انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ اور ان کی حمایت برطانوی ہند کے مہاسبھائی کر رہے ہیں۔ دور نہ کر دیا گیا۔ تو اس سے یہ سمجھا جائے گا۔ کہ ہندوؤں کے نزدیک وزیر اعظم کشمیر کا یہ خیال ہے کہ "شکایات کو دور کرانے کے لئے بغاوت کرنا ضروری ہے" اور پھر ہندوستان کے ۲۴ کروڑ ہندو اس ضروری بات کو عمل میں لے آئینگے

بغاوت کی دھمکی

یہ بالکل واضح اور صریح الفاظ میں دھمکی ہے۔ اور نہایت ہی شرمناک دھمکی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہندو کیا ارادے رکھتے ہیں۔ اور کس طرح کھلم کھلا ان کا اظہار کر رہے ہیں۔ اگر ریاست کشمیر نے ان سے ایک ذرہ بھر بھی اثر قبول کیا۔ تو اس کا نتیجہ نہ صرف یہ ہوگا۔ کہ ریاست کا امن و امان کافور ہو جائے گا۔ اور ایک ایسی ابتری رونما ہوگی۔ جس کا کوئی علاج نہ ہوگا۔ بلکہ برطانوی ہند میں بھی حکومت کے لئے نہایت مشکل۔ اور ہیبت ناک حالات رونما ہو جائیں گے۔ وہ ہندو جو تشدد پر اتر چکے ہیں ان کے لئے دوسرا قدم اب بغاوت ہی ہے۔ جس کی دھمکی ان کی طرف سے ریاست کشمیر کو دی جا چکی ہے۔ اگر اس دھمکی کا نتیجہ ان کے حسب منشا نکلا۔ تو پھر وہ یقیناً برطانوی ہند میں بھی اسے استعمال کریں گے اور اس کے جو اثرات پیدا ہونگے۔ ان کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ؛

کیا کرنا چاہیئے

پس ضروری ہے۔ کہ کشمیری ہندوؤں کی شورش جن ستونوں پر کھڑی ہے۔ اور جو مسلمہ طور پر خلاف امن اور خلاف قانون ہیں ان سب کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ اور ہندوؤں پر ثابت کر دیا جائے کہ ان کی امن شکن سرگرمیاں جس طرح برطانوی ہند میں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ اسی طرح ریاست کشمیر میں بھی ان کو بڑھنے اور انتظام حکومت کو درہم برہم کرنے کا موقعہ نہیں دیا جا سکتا ؛

آریہ سماج کا تاریک مستقبل

چند دن ہوئے۔ آریہ اخبار "پرکاش" نے ایک معاند اخبار کا حوالہ پیش کر کے اس بات پر بڑی خوشی منائی تھی۔ کہ جماعت احمدیہ دوسرے لوگوں میں جذب ہوتی جا رہی ہے۔ ایک بے بنیاد بیان کی جو ایک سخت مخالف نے بے جا تعصب اور بے بصیرتی کی وجہ سے دیا۔ کسی عقلمند کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ لیکن آریہ چونکہ جانتے ہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی سرگرمیوں کو ناکام بنانے والے احمدی ہی ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے خلاف جہاں سے بھی انہیں کوئی بات ملے۔ خواہ وہ کیسی ہی بے بنیاد اور نامعقول ہو۔ اسے لے دوڑتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے دلوں کو تسکین دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعجب یہ ہے۔ کہ اس وقت اپنی حالت بالکل بھول جاتے ہیں۔ جو ہم کئی بار غیروں کی بیان کردہ نہیں بلکہ ان کی اپنی پیش کردہ ان کے سامنے رکھ چکے ہیں۔ اس وقت بھی اسی قسم کا ایک بیان پیش کرنا چاہتے ہیں :-

۱۵ - مئی کے "ملاپ" میں "آریہ سماج کے ایک ہتیشی کے قلم سے" ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں :-

"موجودہ حالت میں مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ سماج کا مستقبل بہت شاندار نہیں ہے مجھے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ روز بروز تاریک ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ آریہ سماجی ہندوؤں کا ایک چھوٹا سا فرقہ بن جائے گا۔ جس طرح جینی۔ برہمو۔ اور دوسرے کئی فرقے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک غیر ضروری سا فرقہ ہوگا"

یہ آریہ سماج کے کسی مخالف کی رائے نہیں۔ کسی معاند اخبار کا بیان نہیں۔ بلکہ ایک ہتیشی (خیر خواہ) کی تحریر ہے جس کے درست ہونے میں شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس جو سماج اس طرح دوسروں میں جذب ہوتی چلی جا رہی ہو۔ اسے احمدیوں کے جذب ہونے کی بے بنیاد اطلاع پا کر خوش ہونے کی بجائے اپنی حالت پر رونا چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

دوسروں کی اصلاح کے لئے گداز اور سوز پیدا کرو

اور

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۷ مئی ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے

کچھ قوانین

بنائے ہیں۔ اور وہ قوانین اپنے بندوں کے انتظام کی درستی اور ان کے حالات کی اصلاح کے لئے دنیا میں جاری کئے ہیں۔ ان قوانین اور اس آئین کو مدنظر رکھے بغیر کبھی دنیا میں اصلاح نہیں ہو سکتی۔

نادان انسان

اپنی جہالت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قانون کو ناقص سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے۔ کہ میری تدبیریں ہی مجھے کامیاب بنائیں گی مگر وہ صرف

عنکبوت کی طرح

اپنے لئے گھر بناتا ہے۔ اور جس طرح عنکبوت اپنے گھر میں آپ ہی پھنس کر مر جاتی ہے۔ اسی طرح وہ بھی اپنی تدبیروں میں آپ ہی الجھ کر رہ جاتا ہے۔ تب اسے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب تک

اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین

کی نگہداشت نہ کی جائے۔ اور جبتک ان کے مطابق عمل نہ کیا جائے دنیا میں کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

ہمارے ہندوستان کے لوگ تو اپنے

علم اور عقل

میں ابھی بہت پیچھے ہیں۔ یورپ جس نے اپنے خیال میں علم کا انتہائی مقام حاصل کر لیا ہے۔ اور جس کے بعض افراد اپنے غرور کیوجہ سے یہ خیال کرنے لگے ہیں۔ کہ وہ

خدا کی خدائی

کو بھی باطل کر دیں گے۔ وہ بھی اپنی تدبیروں کے جال میں پھنس رہا ہے۔ اور اپنی

عقل کے ہاتھوں

سخت تنگ آ رہا ہے۔ اور ان نقصانات کی وجہ سے جو اس کی کوششوں کی وجہ سے ظاہر ہوئے۔ وہ حیرت سے اس دنیا کو جو اس نے اپنے ہاتھوں تیار کی تھی۔ قرآن مجید کے الفاظ میں کہہ رہا ہے۔ وقال الانسان مالھا۔ اس دنیا کو کیا ہو گیا۔ میں نے

کیا کیا تدبیریں

اس کی درستی کے لئے کیں۔ کتنے عجیب و غریب طریق اس کو مناسب حال بنانے کے لئے نکالے۔ مگر بجائے اصلاح کے یہ زمین خراب ہوتی چلی گئی۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان ہی ہوتا چلا گیا۔ پس اگر

وہ یورپ

جو اپنے علم کے لحاظ سے۔ اپنی عقل کے لحاظ سے۔ اپنے تجربہ کے لحاظ سے۔ اپنے مال کے لحاظ سے۔ اپنی دولت کے لحاظ سے۔ اپنی شوکت کے لحاظ سے۔ اپنے سامانوں کے لحاظ سے اپنے آدمیوں کے لحاظ سے۔ اپنے جتھے کے لحاظ سے۔ اپنی تنظیم کے لحاظ سے غرض ہر جہت سے ہم سے بڑھ کر ہے۔ اس میدان میں

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر

ناکام رہا ہے۔ تو میں حیران ہوتا ہوں۔ ان لوگوں پر جو ایک

مچھر کی حیثیت

بھی نہیں رکھتے۔ اور اپنے ایجاد کردہ طریقوں سے لوگوں کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر انسانی تدبیروں کے ساتھ اصلاح کے مدعی دوسرے لوگ ہوتے۔ اگر دوسری قومیں دوسری جماعتیں اور دوسری انجمنیں اپنی تدبیروں کے پیچھے پڑتیں۔ تو وہ معذور سمجھی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ

نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پوشیدہ ہے۔ اور پوشیدہ ہاتھ کی طرف دیکھنا۔ اور اس سے مدد حاصل کرنا۔ وہ نادانی سمجھتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ

حقیقی دانائی

یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کی جائے۔ لیکن میں حیران ہوتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو دیکھا۔ اپنی نادانی اور جہالت کیوجہ سے وہ بھی انسانی تدبیروں کے ساتھ

اصلاح کے مدعی

بنتے ہیں:۔

اگر خوش قسمتی سے ہمیں

اچھی بیویاں

مل گئی ہوں۔ تو یہ اور بات ہے۔ مگر کتنے ہیں۔ تم میں سے جنہیں بیویاں ان کے مناسب حال نہ ملیں۔ اور پھر وہ اپنی

بیوی کی اصلاح

پر ہی قادر ہو سکے۔ اگر خوش قسمتی سے

تمہارا بچہ

نیک اور خدا پرست ہے۔ تو یہ خدائی فضل ہے۔ اس میں تمہارا دخل نہیں لیکن کتنے ہیں تم میں سے کہ اگر ان کا ایک بچہ بھی خراب ہو گیا۔ تو وہ اس کی

اصلاح پر قادر

ہو سکے ہوں۔ پس تم اگر ایک بیوی کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اگر تم اپنے ایک بچے کی اصلاح پر قادر نہیں ہو سکتے۔ تو کس طرح تم

ساری قوم

کے بچوں اور ساری قوم کے آدمیوں کی درستی اپنی تدابیر کے ذریعہ کر سکتے ہو۔ اگر تم ایسا دعویٰ کرتے ہو۔ تو یہ دعویٰ باطل اور غلط ہے۔ اور سوائے جنون کے میں اس کا اور کوئی نام رکھنے کے لئے تیار نہیں

بچوں کی درستی

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے ماتحت ہوتی ہے۔ جسوقت خدا تعالیٰ اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت خود بخود ایسا انتظام کر دیتا ہے جس کے ماتحت آپ ہی آپ اصلاح ہو جاتی ہے۔ یا تو ایک وقت وہ ہوتا ہے۔ کہ بندے کوشش کرتے ہیں۔ اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور یا ایسا

وقت آجاتا ہے۔ کہ بندے کچھ نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنا کام سرانجام دے لیتا ہے۔

حافظ روشن علی صاحب مرحوم

ایک واقعہ سنایا کرتے تھے۔ آپ کہتے ایک دفعہ میں نے احمدیہ چوک میں دیکھا۔ کہ جلسہ کے ایام میں ایک دو آدمی ایک طرف سے آرہے تھے۔ اور کوئی پندرہ بیس آدمی دوسری طرف سے۔ وہ کہتے۔ جونہی وہ ایک دوسرے کے قریب پہنچے۔ اور ان دونوں گروہوں کی ایک دوسرے پر نگاہ پڑی۔ تو ایک طرف سے آنے والے دوسری طرف سے آنے والوں کی طرف لپک کر بڑھے۔ اور بے اختیار اس طرح چیخیں مار مار کر رونے لگے جسطرح ایک

بے صبر عورت

اپنے بچے کی موت پر رویا کرتی ہے۔ وہ کہتے مجھے حیرت ہوئی کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ یہ ملے۔ اور ملتے ہی رونے لگ گئے۔ میں اسی حالت میں ان کے پاس گیا۔ اور انہیں تسلی دی۔ میں نے سمجھا۔ شائد یہ بے صبری اس لئے دکھا رہے ہیں۔ کہ ان کا کوئی عزیز فوت ہوچکا ہے۔ اور اس موقعہ پر اسے یاد کرکے رو پڑے ہیں۔ لیکن جب میں ان کے پاس گیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ اس رونے کیوجہ کوئی

دنیوی صدمہ

نہیں۔ بلکہ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ ایک طرف سے جو لوگ زیادہ تعداد میں آرہے تھے۔ وہ کسی زمانہ میں

احمدیت کے شدید مخالف

تھے۔ اور جو دوسری طرف سے آرہے تھے۔ وہ احمدی تھے۔ اور چونکہ ہموطن اور رشتہ دار تھے۔ اس لئے ان کی شدید مخالفت کیوجہ سے یہ اپنا وطن چھوڑ دینے پر مجبور ہوگئے تھے۔ اور کچھ عرصہ سے آپس میں کوئی تعلق نہ رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے کچھ عرصہ کے بعد ایسے سامان مہیا کر دیئے۔ کہ وہی لوگ جو احمدیت کے شدید ترین مخالف تھے۔ اور جنہوں نے اپنے احمدی رشتہ داروں کو اپنے وطن سے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ خود

احمدی ہوگئے

مگر اس کا ان کے احمدی رشتہ داروں کو علم نہ ہوا۔ اب جلسہ کے موقعہ پر جو یہ اچانک ایک دوسرے کے سامنے آگئے۔ تو وہ جنہوں نے اپنے عزیزوں پر کسی زمانہ میں ظلم و ستم کئے تھے۔ انہیں اپنے ظلم یاد کرکے رونا آگیا۔ اور وہ لوگ جنہیں اپنے گھروں سے نکالا گیا تھا۔ انہیں یہ خیال کرکے رونا آگیا۔ کہ وہی لوگ جنہوں نے محض قادیان کیوجہ سے ہمیں اپنے گھروں سے نکالا تھا۔ آج خود

قادیان میں

چکر لگا رہے ہیں۔ تم سوچو آخر وہ لوگ جنہوں نے احمدیت کی خاطر اپنے گھروں سے نکلنا قبول کر لیا۔ وہ اپنے ان رشتہ داروں کو تبلیغ تو ضرور کرتے ہوں گے۔ سمجھاتے بھی ہوں گے۔ اور سب کچھ جو ان کے بس میں ہوتا ہوگا۔ کرتے ہوں گے۔ مگر اس وقت

قلوب کی اصلاح

نہ ہوئی۔ اور جب وقت آگیا۔ تو وہی دشمن جنہوں نے ایک وقت اپنے احمدی رشتہ داروں کو گھروں سے نکال دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کی اصلاح ہوگئی۔ اور انہوں نے بھی احمدیت کو قبول کر لیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ

کے متعلق لکھا ہے۔ کہ جس وقت وہ وفات پانے لگے۔ تو انہیں بہت ہی کرب اور تکلیف تھی۔ وہ بار بار اس کا اظہار کر رہے تھے۔ ان کے بیٹے نے ان سے کہا۔ آپ گھبراتے کیوں ہیں۔ آپ نے تو اسلام کی

بہت بڑی خدمات

سرانجام دی ہیں۔ پھر مرنے کا کیا خوف ہے۔ انہوں نے کہا۔ اے میرے بیٹے اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ہی میری وفات ہوجاتی۔ تو مجھے گھبراہٹ نہ ہوتی۔ آپ کے وصال کے بعد نہ معلوم

فتنہ و فساد کے زمانہ میں

ہم سے کیا کیا حرکتیں سرزد ہوئیں۔ اور نہ معلوم وہ خدا کو کس قدر پسند آئیں۔ اور چونکہ اس موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آگیا تھا جس پر صحابہؓ بے تاب ہوجایا کرتے تھے۔ اس لئے باوجود شدت کرب اور

نزع کی تکلیف

کے وہ بے قرار ہوگئے۔ اور انہوں نے کہا۔ اے میرے بیٹے ایک زمانہ تھا۔ کہ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ناپسند وجود دنیا میں اور کوئی معلوم نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نفرت وحقارت کی وجہ سے میں نے اس وقت آنکھ اٹھا کر آپ کی شکل دیکھنا پسند نہ کیا۔ میں دنیا میں سے بدترین جگہ وہ سمجھتا تھا۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے۔ اور اس نفرت میں میں اس قدر بڑھا ہوا تھا۔ کہ

ایک چھت کے نیچے

کبھی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ میری جتنی طاقتیں تھیں۔ وہ میں آپ کے خلاف صرف کرتا۔ اور ہر ممکن طریق سے آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا۔ پھر ایک دن وہ آیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے میرے دل کو کھول دیا۔ صداقت مجھ پر ظاہر ہوگئی۔ اور مجھے معلوم ہوگیا۔ کہ میں غلطی پر تھا۔ تب میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا۔ مگر اے میرے بیٹے پھر مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسقدر عشق ہوگیا۔ اور اتنی گہری محبت میرے دل میں آپ کے لئے پیدا ہوگئی۔ کہ میں اس محبت کی وجہ سے آپ کی طرف نہ دیکھ سکا۔ گویا ایک وقت تو نفرت کیوجہ سے میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ سکا۔ اور دوسرے وقت

رعب حسن

کی وجہ سے نہیں دیکھ سکا۔ پھر اے میرے بیٹے میری یہ حالت ہوگئی۔ کہ دنیا میں

سب سے زیادہ پیاری جگہ

مجھے وہ معلوم ہوتی۔ جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے۔ اور چونکہ میں دونوں حالتوں میں آپ کو نہیں دیکھ سکا۔ اس لئے آج اگر مجھ سے کوئی شخص

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ

پوچھے۔ تو میں نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ پہلے بغض کیوجہ سے میں نے آپ کی شکل نہ دیکھی۔ اور پھر محبت کیوجہ سے آپ کی شکل نہ دیکھ سکا یہ تبدیلی جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے دل میں پیدا ہوئی۔ اور جسے وہ خود بیان کرتے ہیں تم دیکھ سکتے ہو۔ کتنی

زبردست تبدیلی

ہے۔ ایک وقت تو اتنا بغض کہ آپ کو اس بغض کی وجہ سے نہ دیکھ سکے اور پھر اتنی محبت کہ اس محبت کی وجہ سے آپ کو نہ دیکھ سکے۔ مگر یہ کس چیز نے تبدیلی پیدا کی۔ محض اللہ تعالےٰ کے فضل نے نہ کہ انسانی تدبیروں نے۔ اور تو اور اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی

محض اپنی تدبیروں سے

کام لیتے۔ اور اپنے تجویز کئے ہوئے ذریعوں سے لوگوں کی اصلاح کرنا چاہتے۔ تو یقیناً ایک شخص کی بھی آپ اصلاح نہ کر سکتے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تدبیروں سے لوگوں کی اصلاح نہیں کی۔ بلکہ اپنے تمام خیالات افکار اور جذبات کو

اللہ تعالےٰ کی قربانگاہ

پر لا کر ڈال دیا۔ اور جس طرح نیل گر کی بھٹی میں انسان اپنا کپڑا ڈال کر اسے رنگین کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کپڑے کا اپنا کوئی رنگ باقی نہیں رہتا۔ اسی طرح انہوں نے

صبغۃ اللہ

سے اپنے آپ کو رنگ لیا۔ یہاں تک کہ کوئی بھی ذرہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا باقی نہ رہا۔ اور آپ کے

تقوےٰ کا لباس

اسی رنگ سے رنگین ہوگیا۔ جو خدا تعالےٰ کا رنگ تھا۔ تب آپ ایسا نمونہ اور ایسی مثال دنیا میں قائم کرنے میں کامیاب ہوسکے۔ کہ انسان باوجود اپنی گندگی اور خباثت کے جس نے اپنی فطرت کو مسخ کر لیا تھا۔ مجبور ہو کر آپ کی طرف آیا۔ اور قریب ہو کر اس نے بھی وہ رنگ لے لیا جو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے

آپ کو عطا ہوا تھا۔

پس یاد رکھو۔ تم

دنیا کی اصلاح

اپنی

کوششوں سے

نہیں کر سکتے۔ مجھے افسوس ہوتا ہے۔ مجھے حیرت

ہوتی ہے۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ جماعت جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس لئے قائم کیا ہے تا وہ دنیا میں

اللہ تعالیٰ کا جلال

ظاہر کرے۔ اس کے بعض افراد کی اولاد نہایت ہی

گندہ اور شرمناک نمونہ

اخلاق کا دکھا رہی ہے اور وہ اپنے خبث باطن کی وجہ سے دنیا کے خبیث ترین وجودوں سے مشابہت رکھتی ہے۔ پھر مجھے حیرت آتی ہے۔ ان والدین پر جو آنکھیں بند کر کے اس خباثت کو بڑھانے میں دن رات کوشاں ہیں۔ اور انہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ وہ اس کا علاج کریں اور پھر مجھے تعجب آتا ہے ان لوگوں پر جو

خدائی کا دعویٰ کر کے

اصلاح کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ اپنی تدبیروں کے ذریعہ انہیں درست کر لیں یہ

تینوں احمق ہیں

اور تینوں کا خدا اور اس کے رسول اور اس کے خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں۔ دنیا میں کبھی تقویٰ اور بے وقوفی جمع نہیں ہو سکتے۔ اور نہ

تقویٰ اور نابینائی

جمع ہو سکتے ہیں۔ تم کبھی بھی ایک وقت میں خدا اور شیطان کا کہا نہیں مان سکتے۔ جس وقت تم خدا کی بات مانو گے۔ اس وقت شیطان کو چھوڑنا پڑیگا۔ اور جب شیطان کے پیچھے چلو گے تو خدا کو چھوڑنا پڑیگا۔

مجھے حیرت آتی ہے کہ وہ قرآن میں روز پڑھتے ہیں کہ یہ

اولاد اور بیویاں

تمہارے لئے فتنہ ہیں مگر پھر وہ اس فتنہ سے بچتے نہیں نہ معلوم ان کا نور بصارت کس وقت اور کس گناہ کی وجہ سے مارا گیا۔ اور نہ معلوم وہ کیوں ظاہری نور میں پلتے ہوئے کے باوجود اندھے ہو جاتے ہیں۔ کیا چیز ہے تمہاری اولاد۔ وہ تو ایک لعنت ہے اگر وہ تمہارے لئے بد ذکر کو پیچھے چھوڑتی ہے۔ اور کون ہے جو

لعنت کا طوق

اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ پھر کون ہے۔ جو ایسی گندی اور خبیث اولاد رکھنے کے لئے تیار ہو سکے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی لعنت کو لعنت سمجھتے۔ اگر تم گندی چیزوں کو گندی سمجھتے اگر ناپاکی کو ناپاکی سمجھتے۔ تو بجائے ایسی اولاد کی تائید میں کھڑے

ہونے کے تم اسے پھینک کر الگ ہو جاتے۔ اگر تم کہتے ہو کہ تم سے یہ نہیں ہو سکتا تو تم مومن نہیں۔ ایمان تو وہ ہوتا ہے جو

حضرت ابو بکرؓ

نے دکھایا۔ آپؓ کے ایک بیٹے شروع میں اسلام کے سخت مخالف تھے۔ ایک لڑائی میں وہ مسلمانوں کے مقابل پر لڑے۔ جب لڑائی ہو چکی اور کچھ عرصہ گذر گیا۔ تو وہ مسلمان ہو گئے۔ ایک دن وہ ہنس کر حضرت ابو بکرؓ سے کہنے لگے ابا جان فلاں لڑائی کے موقع پر آپ بالکل غافل جا رہے تھے۔ اور میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا اس تاک میں بیٹھا تھا۔ کہ کوئی مسلمان گذرے۔ تو اسے ماروں۔ اس موقعہ پر میں نے دیکھا کہ آپ گذر رہے ہیں میں نے ہاتھ روک لیا اور دل میں کہا۔ آپ تو میرے باپ ہیں۔ آپ پر حملہ نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت ابو بکرؓ ہنس کر کہنے لگے خدا کی قسم اگر اس وقت میں تجھے دیکھ لیتا۔ تو وہیں ڈھیر کر دیتا۔ پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری اولادیں تمہیں خدا سے ملا دیں گی یا کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اولادیں تمہارے بڑے سہارا ہیں یا وہ تمہارے

بڑھاپے کا سہارا

ہونگی۔ وہ تو تمہاری جوانی کے لئے بھی لعنت کا باعث بن سکتی ہیں۔ کجا یہ کہ تمہارے بڑھاپے میں کسی کام آسکیں پھر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم سے بعض اپنی بیویوں کے ڈر کے مارے اپنی اولادوں کو خراب ہونے دیتے ہیں۔ اور ان کا کوئی علاج نہیں کرتے۔ بلکہ

نہایت بے حیائی سے

کام لیتے ہوئے مجھے لکھتے ہیں۔ کہ ہماری بیویاں سخت ہیں ہم کیا کریں اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر

لعنت ہے تمہارے مرد ہونے پر

کہ تم بیویوں سے ڈر کر گمراہی کے پھیلانے کا باعث بنتے ہو۔ اگر واقعی تمہاری بیوی ایسی ہی ہے۔ جو تمہارے دین کو برباد کرتی ہے۔ تو پھر کیوں تم نے ایسی

خبیث عورت

کو اسی وقت علیحدہ نہ کر دیا جب وہ تمہارے گلے ڈالی گئی تھی۔ اور کیوں تم نے اللہ تعالیٰ کے قانون طلاق سے کام لیتے ہوئے اس گندے عضو کو کاٹ کر نہ پھینک دیا۔ اگر تم نے اس وقت ایسا نہیں کیا تو ہر دن جو تمہاری زندگی میں سے گزرا۔ اس دن تم نے اپنے گھر میں

لعنت کا بیج

بویا اور لعنت کے درخت کو پانی دیا۔ اور تم اپنے لئے بھی اور اپنی اولادوں اور ان کی اولادوں کے لئے بھی لعنت کا باعث

بنے۔ کیا تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم لے کر کھڑے ہو گے۔ یا وہ لعنتیں لیکر کھڑے ہو گے۔ جو تم نے دنیا میں اس طرح کمائیں۔ کہ تم نے ایک عورت کیلئے ایک ذلیل چھیچھڑے کیلئے خدا کے دین کو برباد کیا۔

392

پھر کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہاری یہ اولادیں تمہارے لئے

سکھ اور آرام

کا موجب ہوں گی۔ اگر وہ گندے ہو کر کھڑے رہینگے۔ تو ان کے برے اعمال کی وجہ سے لوگ یہی کہیں گے۔ کہ لعنت ہو ان پر اور ان کے باپ پر اور جانتے ہو مومن کی لعنت کتنی سخت چیز ہوتی ہے

مومن کی لعنت

نہایت ہی خوفناک چیز ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہؓ بھی پاس تھے کہ قریب سے ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے مرنے والے کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا شخص تھا آپ نے فرمایا وجبت صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کے لئے کیا واجب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا اور لوگوں نے اس کی مذمت کی۔ آپ نے فرمایا وجبت۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا واجب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس مرنے والے کے لئے

اللہ تعالیٰ کا عذاب

واجب ہو گیا پھر آپ نے فرمایا جب خدا کسی کو نیک بنانا چاہے تو نیک لوگوں کی زبانوں پر اس کی تعریف جاری کر دیتا ہے اور جب کسی پر لعنت کرنا چاہتا ہے تو

نیکوں کی زبان

پر اس کے لئے لعنت جاری کر دی جاتی ہے۔ پھر مجھے ان لوگوں پر بھی تعجب آتا ہے جو اس فتنہ اور فساد کو دیکھتے ہیں اور

اصلاح کے مدعی

بن کر لڑکوں کو درست کرنے اور ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح تو کیا ہوتی ہے۔ وہ آگے سے بھی زیادہ

فتنہ و فساد

پیدا کر دیتے ہیں۔ وہ احمق سمجھتے ہیں۔ کہ بدمعاشی کا بد معاشی سے علاج کیا جا سکتا ہے۔ اور لٹھ لے کر الٹے کھڑے ہو جاتے ہیں گو یا وہ

خدائی فوجدار

ہیں کہ انہی کے سپرد خدا نے لوگوں کی اصلاح کی ہے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دفعہ ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ اگر میں اپنی آنکھ سے اپنی بیوی کو بدکاری کرتے دیکھوں تو کیا اسے ماردوں آپ نے فرمایا نہیں۔ کیونکہ اگر تم اسے مار دو گے تو تم

قاتل اور خونی

سمجھے جاؤ گے۔ حالانکہ اس وقت جب سوال کرنے والے نے یہ سوال کیا۔ ایسے مجرم کے لئے سنگساری کی سزا مقرر تھی۔ اور شریعت نے بھی اسے مارنا ہی تھا لیکن آپ نے فرمایا۔ قانون تمہارے ہاتھ میں نہیں۔ تم اگر کسی پر ہاتھ اٹھاتے ہو۔ تو تم ظالم اور مجرم بنتے ہو۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام

سے ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا تھا۔ کہ رومی حکومت کے داروغے ہم سے ٹیکس مانگتے ہیں۔ ہم انہیں ٹیکس دیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا سکہ نکال کر دکھاؤ۔ اس پر کس کی تصویر ہے۔ سکہ پر

روم کے بادشاہ کی تصویر

تھی۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ جو رومیوں کا حق ہے۔ وہ انہیں دو۔ اور جو خدا کا حق ہے۔ وہ خدا کو دو۔ اب غور کرو۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو اللہ تعالیٰ کے ایک نبی ہو کر رومی بادشاہ کا حق اسے دلواتے ہیں اور کہتے ہیں۔ جو رومیوں کا ہے۔ وہ رومیوں کو دو۔ مگر تم جو

نہایت ہی ادنیٰ مقام

رکھتے ہو۔ خدا کا حق چھیننے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ کی تمہاری نظروں میں اتنی بھی عظمت نہیں جتنی روم کے بادشاہ کی حضرت مسیح کے حواریوں کے دل میں تھی۔ پھر تمہاری کیا ہستی ہے، کہ تم قانون کو ہاتھ میں لیتے ہو۔ اور وہ حق جو اللہ تعالیٰ نے اپنا مقرر کیا ہے۔ اسے اس سے چھینتے ہو۔ پھر تم کہتے ہو۔ کہ تمہاری اولادیں خراب ہیں۔ اور ان کی اصلاح نہیں ہوتی ہے۔ تم پہلے

اپنی اصلاح کرو۔

اگر تم اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ تو دوسرے کی اصلاح کے لئے کس طرح مدعی بنتے ہو۔ اگر وہ قرآن جسے تم الہامی کتاب تسلیم کرتے ہو دنیا میں اصلاح کے لئے آیا ہے۔ تو تمہیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن نے اصلاح کے کیا ذرائع مقرر کئے ہیں۔ مگر تم قرآن تو پڑھتے نہیں لیکن جس وقت تمہیں مشکلات پیش آتی ہیں۔ اس وقت قرآن بند کر کے علیحدہ رکھ دیتے ہو۔ اور اپنی دماغی تدبیروں سے اصلاح کے مدعی بنتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو۔ کہ ہم مصلح ہیں۔

اگر تم مصلح ہو

تو پھر مفسد کس شخص کا نام ہے۔ تم تو اس وقت انہی لوگوں میں شامل ہوتے ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے الا انھم ھم المفسدون ولٰکن لا یشعرون یہی وہ لوگ ہیں جو

حقیقی مفسد اور فتنہ پرداز

ہیں مگر یہ سمجھتے نہیں اور خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم مصلح ہیں۔ اسی طرح تم ہو۔ کہ تم انسانی تدبیروں سے اصلاح کے مدعی بنتے ہو۔ اور اس امر کو بھول جاتے ہو۔ کہ پہلے

اپنے نفس پر موت وارد کرو

پھر دوسروں کی اصلاح کر سکو گے۔ غصہ اور بغض سے کبھی دوسرے کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ دوسرے کے غم میں گداز ہو جانا۔ اور دوسرے کے رنج میں اپنے آپ پر موت وارد کر لینا یہ چیزیں ہیں جن سے دوسرں کی اصلاح کی جاتی ہے ؛

اگر تمہارے دل میں لوگوں کا درد نہیں۔ اگر تمہارے قلوب میں لوگوں کی ہمدردی نہیں۔ اور اس حالت میں تم اصلاح کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔ تو کسی کے دل میں تمہارے لئے کیوں

جذبۂ محبت

پیدا ہوگا۔ اور کسی کے دل میں تمہارے لئے کیوں درد پیدا ہوگا۔ عیب ایک بری چیز ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ اور عیب اس قابل ہے۔ کہ جس قدر جلد ہو سکے دنیا سے مٹایا جائے۔ اور ہر

مومن کا فرض

ہے۔ کہ وہ عیوب کو مٹائے مگر اسی ذریعہ سے جو اس کے مٹانے کا خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ نہ کہ وہ جو تمہارے نفس نے تمہارے سامنے پیش کیا ہو۔

پہلی چیز جس کے ذریعہ عیب دور ہوا کرتے ہیں۔ وہ ہے جسے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ مومن بدی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتے ہیں مگر تم وہ ہو۔ کہ

بدی کو بدی کے ذریعہ مٹانا

چاہتے ہو۔ اگر قرآن دنیا میں بدی مٹانے کے لئے بدی کا ہی محتاج ہے، تو پھر ایسے قرآن کی دنیا کو ضرورت نہیں۔ میں دیکھتا ہوں جب تم کسی کو بدی کرتے دیکھتے ہو۔ تو تم میں سے جو لوگ غیرت رکھتے ہیں۔ انکی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں کچھ بیوقوف ہیں۔ جو لٹھ سے درست کرنا حقیقی علاج سمجھتے ہیں۔ اور کچھ ایسے احمق ہیں۔ کہ وہ قتل کرنے کی دھمکی پر اتر آتے ہیں۔ یہ سب بیوقوف ہیں کیونکہ یہ سب جاہل اور اصلاح کے طریق قبول سے قطعی طور پر ناواقف۔ اگر ان لوگوں میں ذرہ بھی عقل ہوتی۔ تو وہ قرآن کو تدبر سے پڑھتے۔ اور دیکھتے۔ کہ قرآن نے بدی کے مٹانے کا کیا طریق تجویز کیا ہے۔ لیکن قرآن پر تو غور نہیں کریں گے۔ اور

غصے اور دیوانگی

کی حالت میں دوسرے کو سزا دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ یہ کبھی خیال نہیں کریں گے۔ کہ اپنے دل میں دوسروں کے لئے

درد اور سوز

پیدا کریں۔ اور اپنے بچوں کے غم میں گداز ہو جائیں۔ مگر

مارنے کے لئے

فوراً کھڑے ہو جائیں گے۔ اور پھر شکوہ کریں گے۔ کہ لڑکوں کی اصلاح نہیں ہوتی بچے شکایت کریں گے۔ کہ ہماری باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا کیا تم نے کبھی

شیشہ میں اپنا مونہہ

بھی دیکھا ہے۔ کیا تمہارے چہروں پر وہ وقت وہ نور وہ نرمی اور وہ محبت بھی پائی جاتی ہے جو دلوں کی اصلاح کر سکے۔ تم

بھیڑیوں کے سے چہرے

لیکر فرشتوں کا سا کام کرنا چاہتے ہو اور پھر شکایت کرتے ہو۔ کہ ہمارے لڑکے درست نہیں ہوتے ؛

کیوں جب تم اپنے میں سے کسی کو بدی میں مبتلا دیکھتے ہو تو اس کے لئے

رحم اور غم کے جذبات

سے پر نہیں ہو جاتے۔ کیوں تمہیں ایک ہی خیال آتا ہے۔ کہ اف بڑا گندہ ہو گیا۔ سوٹا لاؤ۔ ہم اس کو دور کریں۔ اور تمہیں کبھی خیال نہیں آتا۔ کہ تم خود بھی بیسیوں دفعہ دن میں خطا کرتے ہو۔

غلاظت سے لتھڑے ہوئے ہاتھ

سے کون کسی کا کپڑا صاف کر سکتا ہے۔ ایک نابینا کب کسی دوسر کو راستہ بتا سکتا ہے۔ ایک ناپاک اور گندہ انسان کب دوسرے کو پاک اور مطہر بنا سکتا ہے۔ پس پہلے اپنے دل صاف کرو۔ پہلے اپنے آپ کو اصلاح کے قابل بناؤ۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح کے لئے قابلیت بھی مل جائے گی۔ پہلے اپنی

نابینائی دور کرو

پھر اللہ تعالیٰ کا وہ نور بھی تمہیں ملیگا۔ جس سے تم اصلاح کر سکو گے لیکن جب تک تم خود اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ تم نے دوسروں کی کیا اصلاح کرنی ہے۔

خوب یاد رکھو۔ خدا کا تقویٰ۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کی محبت کسی ایسے شخص کو نہیں ملتی جسکا دل سخت ہو۔ جسمیں دوسروں کے لئے رقت اور سوز پیدا نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ اپنا نور انہی لوگوں کو عطا کرتا ہے۔ جن کے دلوں میں شفقت ہوتی ہے۔ رأفت ہوتی ہے۔ اور لوگوں کے لئے محبت ہوتی ہے۔ اگر کسی بدی کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ تمہاری آنکھیں سرخ ہوں۔ ان سے آنسو بہہ نکلیں۔ تو میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ فوراً اس کا اثر شروع ہو جائے۔ مگر تم بجائے

دوسرے کی بدی

پر آنسو بہانے کے لٹھ لیکر اس کے پیچھے دوڑتے ہو۔ اور پھر شکوہ کرتے ہو۔ کہ اصلاح نہیں ہوتی۔ کبھی لٹھ مارنے سے بھی دوسرے کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ تم اس طریق پر عمل کرو۔ جو قرآن کریم نے مقرر کیا ہے۔ اور پھر دیکھو۔ کہ تمہاری باتوں کا اثر ہوتا ہے یا نہیں۔

قرآن مجید نے تمہیں بتایا ہے۔ کہ جب تم کسی بچہ کو بدی کرتے دیکھو۔ تو بجائے لٹھ مارنے کے اس کے لئے روؤ اور چیخو اور چلاؤ۔ کہ ہائے ہمارے اس بچے کو کیا ہوگا۔ اگر اس کا باپ نیک آدمی تھا۔ یا نیک آدمی ہے۔ تو تم اس بچے کو علیحدگی میں لیجاؤ اور سمجھاؤ۔ کہ تمہارا باپ نیک آدمی ہے۔ بڑی عزت رکھتا ہے۔ مگر تم میں یہ غلطی پائی جاتی ہے۔ اس کی اصلاح کر لو۔ اگر تم اس طریق پر عمل کرو۔ تو دیکھو۔ کہ فوراً اس کے چہرے پر

نرمی کے آثار

نظر آنے لگیں گے۔ اور وہ رو کر اقرار کریگا۔ کہ آئندہ اس بدی کے قریب بھی نہیں جائیگا۔ مگر تم اس وقت اصلاح کے طریق نکالتے ہو۔ قرآن مجید کو اس طرح چھوڑ رہے ہو۔ جسطرح نعوذ باللہ ایک پرانی جوتی کو اتار کر پھینک دیا جاتا ہے۔ یا جسطرح میلا کپڑا اپنے جسم سے اتار پھینکتے ہو۔ تم نہ احمدی کہلا سکتے ہو۔ اور نہ مسلمان۔ تمہاری حالت تو نہایت ہی ابتر ہے۔ اور تم تو کہیں کے بھی نہیں رہے۔ تم نے اپنی

تدبیروں کا چولہ

پہن لیا ہے۔ مگر قرآن مجید کی بتائی ہوئی تدبیروں کا چولہ اتار پھینکا ہے اور جب قرآن مجید تم نے علیحدہ کر دیا ہے۔ تو تمہاری باتوں میں کیا اثر ہو سکتا ہے۔ پس یاد رکھو

سب سے بڑی بات

یہ ہے۔ کہ پہلے اپنی اصلاح کرو۔ اور پھر دوسروں کی اصلاح کے لئے کھڑے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ جن کے گھروں میں اللہ تعالیٰ نے ایسے

ظالم بچے

دیئے ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ یا تو وہ ان کی اصلاح کریں۔ یا

قوم کے حوالے

کر دیں۔ کہ ان کی اصلاح کرو۔ اسی طرح وہ بیوی جو اپنے آوارہ گرد بچوں کا ساتھ دیتی ہے۔ اور سمجھانے پر بھی باز نہیں آتی۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اسے طلاق دیکر علیحدہ کر دو۔ غرض

والدین کا کام

تو یہ ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں پر سختی کریں۔ اور دوسروں کا کام یہ ہے۔ کہ ان کے ساتھ

نرمی کا برتاؤ

کریں۔ جس وقت ایک باپ اسلام اور دین کی غیرت سے اپنے بیٹے کو گھر سے نکال دیتا ہے۔ تو اس وقت تمہارا فرض یہ ہے۔ کہ تم

اپنے دروازے

اس کے لئے کھول دو۔ اور اسے سمجھاؤ۔ کہ تمہارے باپ نے تمہیں نکال دیا ہے۔ مگر ہم تمہیں پناہ دیتے ہیں۔ تم نے جو کچھ کیا خراب کیا۔ اب اپنی اصلاح کرو۔ اس طرح کے

دو طرفہ سلوک

کا اس پر یہ اثر ہوگا۔ کہ وہ اپنی اصلاح کیطرف توجہ کریگا۔ مگر تم بالکل الٹا کام کر رہے ہو۔ جن کا کام تھا۔ کہ وہ ایسے بچوں کو جن کی اصلاح سے وہ عاجز آ چکے ہوں۔ گھر سے نکال دیں۔ وہ تو اپنے گھر سے نہیں نکالتے۔ اور جن کا کام یہ ہے۔ کہ وہ انہیں پناہ دیں۔ وہ انہیں گھروں میں نہیں آنے دیتے۔ تم جوتی سر پر رکھ کر اور ٹوپی پاؤں میں رکھ کر کبھی

دنیا میں عزت

کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ جس کا حق یہ ہے۔ کہ دے۔ اسے دینا چاہیئے۔ اور جسکا یہ حق ہے۔ کہ لے۔ اسے لینا چاہیئے۔ لیکن اگر جس کے ذمہ خدا نے یہ مقرر کیا ہے۔ کہ وہ دوسرے کو دے۔ وہ بجائے دینے کے دوسرے کا حق بھی چھینے۔ تو کس طرح امن قائم ہو سکتا ہے۔ ہر ایک چیز کا خدا نے الگ الگ فرض مقرر کیا ہے۔ اور چیزیں بے جوڑ ہو کر کبھی

نیک نتیجہ

پیدا نہیں کر سکتیں۔ پس گند کو دور کرو۔ اور یقیناً دور کرو۔ اور اگر دور نہیں کرو گے۔ تو

آئندہ آنیوالی نسلیں

تمہیں بد دعائیں دیں گی۔ لیکن اس ذریعہ سے دور کرو جو خدا نے مقرر کیا ہے۔ اپنے اندر رقت پیدا کرو۔ نرمی اور محبت پیدا کرو۔ اور غم سے گداز ہو کر ان آوارہ گرد لڑکوں کے لئے روؤ۔ جو خراب ہو رہے ہیں۔ انکے لئے

خون کے آنسو

بہاؤ۔ بجائے خونی آنکھیں دکھانے کے۔ اور بجائے لٹھ مارنے کے ان کے آگے بچھ جاؤ۔ تا ان کے دل میں نرمی پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ مگر تم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہو۔ اور مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ اچھے پڑھے لکھے مولوی بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ خود تو وہ قانون توڑتے ہیں۔ لیکن دوسروں سے کہتے ہیں۔ کہ قانون نہ توڑیں۔ جب تم خدا کے بنائے ہوئے قانون کو توڑ کر خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے تیار ہو جاتے ہو۔ تو تمہارا کیا حق ہے۔ کہ تم دوسروں سے یہ کہو۔ کہ وہ تمہارے بنائے ہوئے قوانین کی پابندی کریں۔ کیا وہ آگے سے یہ جواب نہ دیں گے۔ کہ جب تم نے خود قانون توڑ دیا۔ تو ہمیں کیوں حق نہیں۔ کہ ہم بھی قانون توڑیں۔ تم خود تو قانون توڑ کر یہ خیال کرتے ہو۔ کہ تم نے کوئی جرم نہیں کیا۔ لیکن اگر کوئی اور قانون توڑ دے۔ تو اسے مجرم قرار دیتے ہو۔ پھر کیا قوم میں جو خرابیاں پیدا ہوں۔ خدا کے حضور ان کے لئے تم جواب دہ ہو۔ تمہیں خدا نے

قوم کا مصلح

نہیں بنایا۔ پھر تم کون ہو جو قانون کو توڑ کر اصلاح کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ یہ سلسلہ خدا کا ہے۔ تمہارا نہیں۔ اگر تم خدا کے لئے دکھ اٹھاؤ۔ اور مصیبت میں رہتے ہوئے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لو۔ تو وہ خود بخود

لوگوں کی اصلاح

کی صورت پیدا کر دیگا۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ خدا کو اپنے بندوں کے متعلق تمہارے جتنی غیرت بھی نہیں ہے۔ لیکن اگر تم خود ہی قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لوگے۔ تو چاہے تم لڑکوں کے سر پھوڑ دو تو بھی ان کی اصلاح نہیں ہو سکیگی پس یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ قوا انفسکم و اھلیکم نارا اپنے آپ کو اور اپنی اولادوں کو

آگ سے بچاؤ

اگر تم اندھے ہو کر اپنی اولاد کی اصلاح کا خیال نہیں کرتے۔ تو تم نہ صرف خود جہنم میں جاتے ہو۔ اور اپنی اولادوں کو جہنم میں لے جاتے ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو بھی جہنم میں ڈالنا چاہتے ہو پس وہ لوگ جن کے بچے آوارہ ہیں۔ اور وہ لوگ جنکی عورتیں ایسے بچوں کی حمایت کرتی ہیں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں اور عورتوں کو اگر وہ حدیث العہد ہیں تو نصیحت کریں۔ اور ان کی اصلاح کے لئے کوشش کریں۔ اور اگر ان کی متواتر نصیحتوں کا ان کے بچوں پر کوئی اثر نہ ہو۔ تو وہ انہیں محلے والوں کے سپرد کر دیں۔ کہ ان کی اصلاح کریں۔ ایسے موقعہ پر محلہ والوں کا کام یہ ہے۔ کہ وہ

نرمی اور محبت

سے انہیں سمجھائیں۔ گویا والدین کا تو یہ کام ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں پر سختی کریں۔ اور محلے والوں کا یہ کام ہے۔ کہ وہ ان کے بچوں کیساتھ نرمی کریں۔ اور ان کی اصلاح سے قبل سب سے پہلے اپنے

نفس پر موت

وارد کریں۔ جس دن انہوں نے اپنے نفس پر موت وارد کر کے اور لڑکوں کی آوارگی کے غم میں گداز ہو کر ان کی اصلاح کے لئے قدم اٹھایا۔ وہی دن ہوگا۔ جب ان کی آواز میں اثر ہوگا۔ اور وہی دن ہوگا۔ جب ان کی باتوں میں روحانی قوت دکھائی دے گی۔ ورنہ دنیا میں لٹھ کے ساتھ کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ اگر اصلاح کے لئے جبر کی ضرورت ہوتی۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں تلوار ضرور دیتا۔ مگر خدا کا تلوار نہ دینا۔ بلکہ پہلی تلوار کا بھی چھین لینا بتاتا ہے۔ کہ اصلاح کے لئے

تلوار اور لاٹھی

کام نہیں دے سکتی۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ اصلاح تو تلوار سے ہو سکتی مگر خدا تلوار تمہارے ہاتھوں سے چھین لیتا۔ اور پھر کہتا کہ اب اصلاح کرو۔ یہ تو

بیوقوفی کی بات

ہو گی۔ اگر ہم ایسا تسلیم کریں۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

دریا میں ڈال کر یہ کہنا۔ کہ تمہارے کپڑے گیلے نہ ہوں۔ اس پر کس طرح عمل کیا جا سکتا ہے۔ سو یہ کسطرح ممکن ہے۔ کہ

دنیا کی اصلاح

تو تلوار کے ساتھ مقدر تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں سے تلوار چھین لی۔ اور اگر اصلاح ہو سکتی۔ تو تلوار سے ہی ہو سکتی تھی۔ ڈنڈے سے کیا ہوتی ہے۔ لیکن تلوار کا چھینا جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ دنیا کی اصلاح کبھی تلوار اور ڈنڈے کے زور سے نہیں ہوئی پس وہ چیز جسکو خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں سے چھین لیا اسپر بھروسہ مت کرو۔ بھروسہ اسپر کرو۔ جو خدا تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے ہاتھ میں کونسی چیز دی ہے

تلوار یا قرآن

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے ہاتھ میں تلوار دی تھی۔ تو پھر تلوار سے ہی اصلاح ہو سکتی ہے اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلوار نہیں دی بلکہ قرآن دیا ہے۔ تو یاد رکھو اب اصلاح بھی قرآن سے ہی ہو سکیگی۔ تمہارے ڈنڈوں سے نہیں ہو سکتی۔

پھر اپنے جوشوں میں تو تم ڈنڈا اٹھا لیتے ہو لیکن جب میں کہتا ہوں۔ کہ تم اپنے ہاتھوں میں سونٹا رکھا کرو تو تم میری بات نہیں مانتے۔ گویا میرے حکم پر تو تم ڈنڈا نہیں اٹھاتے۔ لیکن جب تمہیں

شیطان اکساتا ہے

تو پھر فوراً ڈنڈا سنبھال لیتے ہو۔ اور پھر جماعت کے دائی وارث بننے کا دعویٰ کرتے ہو۔ جسے خدا نے

جماعت کا دائی

بنایا ہے۔ وہ تمہیں کہتا رہے۔ کہ اپنے ہاتھوں میں سونٹا رکھو۔ تو تم نہیں مانتے۔ لیکن جب تمہیں تمہارا نفس شیطانی تحریک کے ماتحت کہتا ہے۔ کہ ڈنڈا اٹھاؤ تو اس وقت فوراً اٹھا کر دوسرے کو مارنے کے درپے ہو جاتے ہو۔ گویا اس کے حکم پر جس کے ہاتھ پر تم نے بیعت کی اپنے نفسانی جوشوں کو ترجیح دیتے ہو اور خدا کے حکم کو شیطان کے حکم پر قربان کر دیتے ہو اور پھر لوگوں کے مصلح بنتے ہو۔ اگر تم اصلاح کرنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ اس کے حضور جھکو اور گریہ وزاری سے کام لو۔ لڑکوں کے لئے

عاجزی اور تضرع سے دعائیں کرو

پھر دیکھو کس طرح خود بخود ان کی اصلاح ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر اس پہلو سے غور کروگے تو تمہیں نظر آجائیگا۔ کہ تمہارے

لڑکوں کی خرابی

تمہارے اپنے گند کی وجہ سے ہے۔ باجماعت نماز ہوتی ہے مگر لوگ کم آتے ہیں۔ درس ہوتا ہے مگر کئی لوگ نہیں آتے خربوزے کو خربوزہ دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ تم خود گندے ہو گئے۔ اس لئے تمہیں دیکھ کر تمہاری اولادیں بھی گندی ہو گئیں۔ اور اگر آئندہ بھی تم نے اپنی اصلاح نہ کی۔ تو خدا تعالےٰ تمہاری اولادوں کو اور زیادہ گند میں بڑھا دیگا اور چاہے تم ان کے سر پھوڑ دو ان کا گند دور نہیں ہوگا۔

میں ان لوگوں سے جو آج کل محلوں میں آوارہ گرد لڑکوں کے سونٹے لئے پھرتے ہیں۔ پوچھتا ہوں کہ کتنے ہیں ان میں سے جو درسوں میں شامل ہوتے ہیں کتنے ہیں ان میں سے جو نمازوں میں آتے ہیں کتنے ہیں ان میں سے جو خدا کے حکم کے ماتحت

مسکینی اور انکسار

اختیار کرتے ہیں پھر کتنے ہیں جو یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ

گناہوں سے محفوظ

ہیں تم بڑے بڑے گناہوں کو نظر انداز کر دیتے ہو اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑتے ہو۔ اسے اگر ہم نابینائی نہ کہیں۔ تو اور کیا کہیں کئی لوگ ہوتے ہیں جنہیں اپنی

آنکھ کی کمزوری

کی وجہ سے زرد رنگ نظر نہیں آتا۔ بعضوں کو سرخ رنگ نظر نہیں آتا۔ بعضوں کو سبز رنگ نظر نہیں آتا۔ لیکن اور تمام چیزوں کو بخوبی دیکھ لیتے ہیں۔ ہم اسے بینائی کا نقص تصور کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں کہتے کہ اس شخص کی آنکھیں ہر قسم کی بیماری سے محفوظ ہیں اسی طرح اگر تمہیں اپنے عیب دکھائی نہیں دیتے۔ اگر تمہیں بڑے عیب تو نظر نہیں آتے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گناہوں پر لٹھ اٹھا لیتے ہو۔ تو یہ تمہاری نابینائی نہیں تو اور کیا ہے ہاں اگر اصلاح کے لئے

صلح اور محبت کے ذرائع

اختیار کرو تو پھر ساری جماعت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کون چاہتا ہے کہ ایک

پیپ سے بھرا ہوا پھوڑا

اس کے بدن پر ہے۔ ہم آوارہ گردوں کے طرفدار نہیں۔ لیکن ان لوگوں کے بھی طرفدار نہیں جو آوارہ گردوں کی اصلاح کے لئے غلط قدم اٹھاتے ہیں۔ آوارہ گردی آوارہ گردی سے دور نہیں ہو سکتی۔ اصلاح ہمیشہ محبت اور پیار سے ہوتی ہے۔

یہ مت خیال کرو کہ ایک

چور کو چور کہہ کر

تم اس کی اصلاح پر قادر ہو سکتے ہو یا ایک آوارہ گرد کو آوارہ گرد کہہ کر اسے درست کر سکتے ہو۔ چاہے کوئی چور ہو یا آوارہ گرد۔ اگر تم اسے ایسا کہوگے تو وہ اور زیادہ جوش میں آجائیگا اور بجائے اصلاح کے تم اسے نقصان پہونچانے کے ذمہ وار ہوگے۔ ہاں محبت اور پیار سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ جب کسی ایسے لڑکے کو دیکھو تو اسے نہایت نرمی سے سمجھاؤ اور کہو کہ تم تو بڑے اچھے لڑکے ہو مگر فلاں بات تم میں بری ہے۔ اسے ترک کر دو۔ اس طریق سے اسے غصہ بھی نہیں آئیگا اور تمہاری بات ماننے کے لئے تیار بھی ہو جائیگا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی وقت سزا کا نہیں ہوتا۔ مگر سزا اس کی طرف سے ملنی چاہیئے جس کے ہاتھ میں خدا نے

جماعت کا نظام

رکھا ہے۔ اور سزا بھی ثبوت مہیا ہونے کے بعد دینی چاہیئے۔ میں نے تین سال تک مستریوں کی شرارتوں کو دیکھا۔ بیسیوں آدمی مجھے کہتے کہ ان کا کوئی علاج کریں ورنہ یہ جماعت کو خراب کر دیں گے۔ مگر میں ہمیشہ انہیں یہی کہتا۔ کہ میرے ہاتھ قرآن مجید نے باندھ رکھے ہیں۔ جس دن قرآن مجید کے بتائے اصول شہادت کے ماتحت ان کا قصور ثابت کر دوگے۔ میں انہیں سزا دیدونگا لیکن جب تک تم یہ ثابت نہیں کر سکتے خواہ وہ سالہا سال تک شرارتیں کرتے چلے جائیں میں ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤنگا۔ میں ہمیشہ ایسے دوستوں کو یہی جواب دیتا تھا حالانکہ میں سمجھتا تھا کہ ان کی باتیں درست ہیں لیکن چونکہ

عدالتی رنگ

میں میرے پاس ثبوت مہیا نہ تھا۔ اس لئے میں

تین سال تک خاموش

رہا اسی طرح میرے ساتھ ابتدائے خلافت سے یہ سلوک ہوتا چلا آیا ہے مگر میں ہمیشہ اس امر کو دیکھتا ہوں۔ کہ جہاں قرآن نے میرے ہاتھ بند کر رکھے ہیں میں وہاں اپنا ہاتھ نہیں اٹھاؤنگا آخر ہم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کو اس سلسلہ کی فکر ہے اگر ہم کسی جگہ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے ماتحت ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ اور فتنہ ترقی کر جائیگا تو ہم خدا کے حضور عرض کر سکیں گے کہ ہم تو تیرے قانون کے ماتحت خاموش رہے۔ مگر فتنہ ترقی کر رہا ہے اس لئے تو آپ ہی اس کا ازالہ فرما اور خدا خود اسکو دور کر دیگا پس تم بھی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور سب سے پہلے اپنے نفوس کی اصلاح کرو یقیناً بچوں کا خراب ہو جانا ہیبت ناک عیب ہے اور ہر احمدی کے دل میں

احمدیت کا درد

ہو۔ فرض ہے کہ وہ اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کرے۔ مگر خدا کے منشاء کے ماتحت نہ کہ اپنی دماغی تدبیروں کے ذریعہ۔ میں

اللہ تعالیٰ سے دعا

کرتا ہوں کہ وہ ہمارے دلوں کی اصلاح کرے اور ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے ہمارے ذمہ جو اس نے اصلاح کا کام رکھا ہے ہم اس میں لغزش نہ کھا جائیں اور ایسا نہ ہو کہ ہم اصلاح کرتے ہوئے اور زیادہ خرابیوں کا ذریعہ بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے رحم اور فضل کا مالک ہے وہ ہمارا آقا اور مہربان خدا ہے ہم اس کی نہایت ہی ذلیل حقیر اور ناچیز مخلوق ہیں ہم اس کے

رہنمائے تبلیغ کے متعلق تیس سالہ شدید معاند و مخالف ایک غیر احمدی فاضل کی رائے

صوفی ابوالحیات صمصام کمالپوری مصنف تاریخ عثمانیہ منظوم بزبان فارسی جنہوں نے اس کتاب کا مطالعہ کرنیکے بعد اپنے دیرینہ سی سالہ بغض و تعصب کی پٹی اتار کر اردو و فارسی نثر و نظم میں اپنی قیمتی رائے زیب قلم فرمائی ہے جو رہنمائے تبلیغ کے آخری دو صفحات میں شائع ہو چکی ہے اس میں سے ضروری اقتباس درج ذیل ہے "خوش قسمتی سے مجھے اس نادر کتاب رہنمائے تبلیغ المعروف زجاجہ کے مطالعہ کا موقعہ میسر آیا حضرت مرزا صاحب کے زمانہ میں جبکہ آپ امرتسر آیا کرتے تھے میری سکونت امرتسر تھی مخالفت کا زور تھا میں نے بھی آپ کی توہین میں اکثر نظمیں لکھیں۔ آج عرصہ تیس سال کے بعد اس کتاب کے مطالعہ سے میرے دیرینہ خیالات میں یک بیک تغیر رونما ہوا۔ میرے خیال میں اس کتاب میں دلائل و براہین کا اس قدر ذخیرہ فراہم کر دیا گیا ہے جس کے متعلق میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی ضرب المثل اس کتاب کے دیکھنے سے اپنے صحیح معنوں میں مشاہدہ میں آگئی ہے اس کے پہلے باب میں سیزدہ صد سالہ مجددان دین و اولیاء کرام و صوفیائے عظام کے مختصر حالات موزوں اختصار کے ساتھ بمعہ ان کے دعاوی وحی و الہام خوارق و معجزات ان کی اپنی کتب سے پیش کئے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے خدا کے برگزیدہ لوگوں کی شناخت کا معیار بآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے وفات مسیح کے باب کو کھول کر دیکھا جائے تو انسان نہایت استعجاب سے ایسا معلوم کرتا ہے کہ میں ایک سینما دیکھ رہا ہوں اس میں مسیح ناصری کی وفات کا سین مختلف رنگوں میں دکھایا گیا ہے خواہ انہیں عام انسانوں میں کھڑا کر دو خواہ جملہ انبیاء کے گروہ میں لے جاؤ خواہ متوفی و جنتی و مرفوع لوگوں کے زمرہ میں شامل کر لو خواہ ان کا نام معبودان باطل کی لسٹ میں درج کر لو خواہ کوئی جامہ پہناؤ بہر رنگ کہ خواہی جامہ مے پوش۔ فرقان حمید کے قوانین و احادیث و تواریخ بزرگان سلف کی آراء و اجتماعات سب کے سب ان کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے نظر آتے ہیں پھر اس کے بعد ختم نبوت کے باب میں داخل ہو جاؤ تو ختم نبوت کا مسئلہ وفات مسیح کے مسئلہ سے بھی آسان تر نظر آئیگا کوئی بالکل ہی عقل و فہم سے کورا ہو جس کی سمجھ میں یہ مسئلہ نہ آئے اس کے بعد ایک باب میں تمام ممالک اسلامیہ کے ہر ایک فرقہ اور ہر حصہ ملک کے مسلمانوں کی اسلام سے عملاً برگشتگی اور مذہبی زبوں حالت کا فوٹو ان کے اپنے شائع کردہ بیانات کو اکٹھا کر کے ایسا عمدگی سے کھینچا گیا ہے جس سے صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ یہی مصلح آخر الزمان کی آمد کا وقت تھا اور اس کی صداقت صدہا زمینی اور آسمانی شواہد و نشانات سے شمس النہار کی طرح حق جو انسان پر روشن ہو جاتی ہے علاوہ بریں قرآن و حدیث و صحف انبیاء سے نبوت کی ایسی جامع و مانع تعریف کی گئی ہے جس کے سامنے کوئی کاذب مدعی نبوت پیش نہیں کیا جا سکتا پھر اس تعریف کے مطابق حضرت مرزا صاحب کی نبوت میں یعنی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں جو صرف انبیاء کے ساتھ مخصوص ہیں جن میں صریح طور پر الٰہی غیب اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے آپ کے معجزات اور انذاری و تبشیری پیشگوئیاں سابقہ انبیاء کی اسی قسم کی پیشگوئیوں کے ساتھ تطبیق دیکر لکھی گئی ہیں جس سے منکرین نبوت کو طوعاً و کرہاً آپ کی نبوت کا اقرار کرنا ہی پڑیگا ورنہ آپکی نبوت کے انکار سے تمام انبیاء کی نبوتوں کا انکار لازم آئیگا۔ آپ کے معجزات، و کارناموں کے علاوہ آپ کے خلفاء اور آپ کی تیار کردہ جماعت کے عظیم الشان کارنامے جو تاریخ امروزہ تک ظہور میں آ چکے ہیں جن کا مخالفین نے کھلم کھلا اپنی اخبارات میں متعدد بار اعتراف کیا ہے اس کتاب میں نہایت شرح و بسط سے لکھے گئے ہیں۔ غرض تبلیغ کے لئے میری رائے میں یہ ایک بینظیر کتاب ہے ایک دفعہ مجبور کر دینے سے متعصب انسان بھی صداقت کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہیگا اس لئے میں ہر ایک تبلیغ کرنیوالے احمدی کی خدمت میں پر زور سفارش کرونگا کہ اسے اپنے لئے حرز جان بنائیں اور اپنے متعلقین دوستوں رشتہ داروں کے ہاتھوں میں پہنچائیں پھر اپنی اس تبلیغ کے نہایت خوش کن نتائج و ثمرات ملاحظہ فرما دیں"

بذریعہ وی پی قیمت کتاب عہ محصولڈاک ۹ر۔ جو دوست دس سے کم تعداد میں عہ فی کتاب کے حساب رقم منی آرڈر کر بھیجیں گے ان کو محصولڈاک اپنی گرہ سے خرچ کر کے کتابیں پہنچا دی جائینگی۔ جو احباب دس یا دس سے زیادہ تعداد میں منگوائینگے ان سے عہ فی کتاب کے حساب سے رقم لی جائیگی مگر محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا ریلوے سٹیشن قریب ہو تو بذریعہ ریلوے پارسل منگوانے میں ایک کتاب پر صرف چند پیسے محصول خرچ ہوگا۔ جہاں بڑی بڑی انجمنیں ہیں وہاں کے کسی دوست کی خواہش فرمائش پر اس کے پاس کافی تعداد میں کتابیں رکھوا دی جائینگی ان سے عہ فی کتاب کے حساب سے لینگی ۴ر فی کتاب ان کو کمیشن ملیگا جن احباب کے پاس اخبار جاتی ہے ان کا اخلاقی و تبلیغی فرض ہوگا کہ وہ اس اعلان سے دوسرے احمدی دوستوں کو بھی مطلع کر دیں تاکہ ان کو کتابیں اکٹھی منگوانے میں محصول میں رعایت رہے بعض دوست اعلان پڑھ کر خود تو کتاب منگوا لیتے ہیں مگر دوسروں کو اطلاع نہیں کرتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسی کتاب کو جو جو دوست دیکھتے ہیں علیحدہ علیحدہ محصولڈاک خرچ کر کے منگواتے رہتے ہیں اسی طرح بعض انجمنوں سے متواتر کئی کئی علیحدہ آرڈر آتے ہیں اس طرح میرا بھی زیادہ وقت صرف ہوتا ہے ان کو بھی علیحدہ علیحدہ محصولڈاک کا زیر بار ہونا پڑتا ہے پس جہاں تک ہو سکے اکٹھی منگوانے کی کوشش کریں۔ والسلام۔ عبد طفیل محمد گرشاہ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سالار والہ چک ۱۳۶ بیانہ لنگ

قادیان کی نئی آبادی کے ہر ایک محلہ میں

قطعات اراضی قابل فروخت

اس وقت قادیان کی نئی آبادی کے ہر ایک محلہ میں بعض اچھے موقع کے پرائیویٹ قطعات قابل فروخت موجود ہیں۔ جن میں سے بعض دارالعلوم میں گرلز سکول اور تعلیم الاسلام ہائی سکول و جامعہ احمدیہ کے مابین واقع ہیں۔ بعض ریلوے روڈ پر۔ بعض سٹیشن اور منڈی کے قریب۔ بعض مسجد محلہ کے قریب۔ اور بعض نور ہسپتال کے قریب۔ موقع دیکھ کر قیمت کا تصفیہ میری معرفت کیا جا سکتا ہے۔

نوٹ:۔ جو احباب اپنے خرید کردہ قطعات کسی وجہ سے فروخت کرنا چاہتے ہوں۔ وہ اس کام میں مجھ سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

خاکسار:۔ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) قادیان

اشتہار

بعدالت جناب والا شان خان بہادر محمد علی خانصاحب جج درجہ اول ڈیرہ اسمٰعیل خان

فرم بھوجہ رام پوکھر داس واقعہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں بذریعہ بھائی بھوجہ رام ولد راما نند و پوکھر داس ولد شاما داس اقوام ...یجہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں مدعی

بنام:۔ قادر بخش ولد محمد حیات و غلام رسول ولد تقیم اقوام گاذر سکنائے کلاچی مدعا علیہم

دعوٰی دلاپانے مبلغ ۱۰۰/- الیعہ سود ۹۰۰/- سود ۲۰۰/- بابت پرونوٹ مورخہ ۵/۳ تعدادی ۵۰۰/- و ۶/۳ تعدادی ۲۰۰/-

مقدمہ مندرجہ مدعا علیہم کی نسبت مدعی کی درخواست ہے کہ وہ روپوش ہو جاتے ہیں۔ اور مدعا علیہم کی نسبت کوئی پختہ پتہ نہیں ملتا ہے۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا مدعا علیہم کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ برائے پیروی مقدمہ بتاریخ ۶/۳۲ ۸ جون ۱۹۳۲ء کو خود یا بذریعہ وکیل یا دیگر کوئی مختار حاضر ہو دیں۔ ورنہ دیگر صورت میں کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی دستخط مہر عدالت سے جاری کیا گیا ۵/۳۲

مہر عدالت

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

فرنچائز رپورٹ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ۳ جون کی صبح کو بیک وقت ہندوستان و انگلستان میں شائع کر دی جائیگی رپورٹ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد جس میں صرف سفارشات ہیں۔ گورنمنٹ بک ڈپو اور کلکٹروں کے دفاتر سے ایک روپیہ دو آنہ میں مل سکیگی۔ باقی دو جلدیں صرف گورنمنٹ بک ڈپو سے مل سکیں گی۔

بنگال آرڈیننس کی میعاد ۳۱ مئی کو ختم ہوتی ہے۔ شملہ سے ۲۸ مئی کی خبر ہے کہ اس وجہ سے آج شب کو ایک نیا آرڈیننس جاری کیا گیا ہے۔ جو سابقہ آرڈیننس کی تجدید کریگا۔

سول نافرمانی کی موجودہ تحریک کے آغاز سے لے کر اس وقت تک سزایابیوں کی مجموعی تعداد سرکاری بیان کے مطابق ۵۳۷۴۴ ہے۔

کالی کٹ سے ۲۶ مئی کی خبر ہے کہ ایک خوفناک طوفان باد آیا۔ جس سے کئی کارخانے۔ مکانات اور دکانیں گر کر تباہ ہو گئیں۔ ہزاروں درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ اور گیارہ جانیں ضائع ہو گئیں۔

جموں میں جو ہندو لڑکے ایجی ٹیشن کے ضمن میں گرفتار ہوئے تھے۔ انہیں دو دو ماہ قید اور پانچ پانچ روپے جرمانہ کی سزا دی گئی تھی۔ وہ سب ۲۸ مئی کو معافی مانگ کر رہا ہو گئے ہیں۔ اسی طرح سری نگر کے سورمے بھی معافی مانگ کر گھر پہنچ رہے ہیں۔

حکومت حجاز نے مکہ معظمہ اور دیگر مقامات پر لاسلکی کا ٹھیکہ ایک برطانی کمپنی کو دیا ہے جس نے حکومت مصر سے اس کام کے لئے ایک مسلمان برقی انجنیر کی خدمات مستعار لی ہیں۔

ہندوستان میں گندم کی کاشت کے متعلق اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۳۳۷۶۸۰۰۰ ایکڑ میں کی گئی اور ۹۲۰۰۰۰ ٹن تیار ہوئی۔ گذشتہ سال کی نسبت کاشت ۵ فیصدی زیادہ مگر پیداوار ایک فیصدی کم ہے۔

ترکی میں کردوں کی بغاوت کے سلسلہ میں تین سو اشخاص پر مقدمات کی سماعت ایک ٹریبونل کر رہا تھا۔ جس نے اب کام ختم کر دیا ہے۔ ۴۳ کو سزائے موت کا حکم دیا ہے ایک سو نواسی رہا کر دئے گئے ہیں۔ اور باقی کو مختلف میعاد کی سزائے قید دی گئی ہے۔

حکومت یوپی نے فصلوں کی خرابی کو مدنظر رکھتے ہوئے فصل ربیع کے لگان میں مختلف اضلاع میں مختلف شرح سے تخفیف کر دی ہے۔

گوردوارہ پربندھک کمیٹی امرتسر کے اور بعض ارکان کو آرڈیننس کے ماتحت نوٹس دئے گئے ہیں۔ کہ وہ کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔

بمبئی سے ۲۷ مئی کو بھی فساد کی خبر آئی ہے۔ جو ایک ہندو ہجوم کی طرف سے ایک مسلمان پر حملہ کرنے کی وجہ سے رونما ہوا۔ ایک آدمی ہلاک ہو گیا۔ اور چھ مجروح ہوئے ۲۸ کو دس اشخاص مجروح ہوئے تھے۔ جن میں سے دو مر گئے ۱۴۲ ہندوؤں کو کرفیو آرڈر کی خلاف ورزی کی وجہ سے مختلف سزائیں دی گئی ہیں ۲۹ کو فساد نے زیادہ شدید صورت اختیار کر لی۔ اس دن ۱۴ آدمی ہلاک اور ساٹھ زخمی ہوئے۔ پولیس کو کئی بار گولی چلانی پڑی

عربی جرائد سے معلوم ہوتا ہے کہ سرحد رلیت پر عربوں اور فرانسیسیوں میں شدید معرکہ آرائی ہو رہی ہے فریقین کو کافی نقصان پہنچ چکا ہے۔

مدراس کونسل میں پیش کرنے کے لئے ایک غیر سرکاری ساہوکارہ بل کا مسودہ تیار کیا جا رہا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ حساب کتاب کا ایسا طریق رائج کیا جائے۔ جس سے مقروض آسانی کے ساتھ اپنے حسابات کی جانچ پڑتال کر سکیں۔

حکومت سرحد نے نفاذ اصلاحات کے بعد جو مصالحانہ پالیسی اختیار کی ہے اس کے پیش نظر ہری پور جیل سے ۳۹۰ سرخپوش رہا کر دئے گئے ہیں۔ اور بھی جو قیدی آئندہ محتاط رہنے کا وعدہ کریں۔ ان کی رہائی کے سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔

جزائر فلپائن میں مسلمانوں کی دیکھا دیکھی آریوں نے بھی ویدک دہرم کا پرچار شروع کر دیا تھا۔ اور زر پاشی سے بعض حبشیوں کو ہم خیال بنا لیا تھا۔ لیکن چند یوم کے بعد ہی اصلیت معلوم ہو گئی۔ اور مشنری صاحب نے اپنی رقوم واپس مانگیں۔ لیکن ان کے پاس کیا تھا۔ مشنری صاحب ان سے مایوس ہو کر واپس آ گئے۔ اور وہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر ہو گئے۔

ہندوستان کے سابق ہائی کمشنر صاحب کی بیوی لیڈی آتول چیٹر جی نے لندن یونیورسٹی کے قانون کا آخری امتحان پاس کر لیا ہے۔

کلکتہ سے ۲۶ مئی کی اطلاع ہے کہ گذشتہ ماہ میں حکومت ہند کے پاس ۹۳۰۱۶۰۰۰ روپیہ نقد موجود تھا

ایکٹ اسلحہ کے ماتحت یعنی ریوالور اور کارتوس وغیرہ بغیر لائسنس رکھنے کے الزام میں لاہور کے تین ہندو گریجوایٹوں کو سشن جج نے دو دو سال قید کی سزا دی تھی۔ جس کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کیا گیا۔ ۲۷ مئی کو جسٹس جے لال نے تینوں ملزموں کو بری کر دیا۔ اور فیصلے میں لکھا۔ کہ ملزم ریوالور کا استعمال نہیں جانتے۔ اس لئے ممکن ہے کہ خفیہ پولیس نے ہی یہ وہاں رکھے ہوں

سکھ پولیٹیکل کانفرنس ۳ جون کو ترنتاران میں منعقد ہو رہی ہے

ناگپور میں ۲۹ مئی کو پراونشل پولیٹیکل کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن جب وقت مقررہ پر اجلاس شروع ہوا۔ اور صدر نے خطبہ صدارت کی پہلی سطر پڑھی۔ تو پولیس نے آ کر گرفتاریاں شروع کر دیں اور ۱۴۴ ڈیلیگیٹ پکڑ لئے گئے

پرانی وضع کے ہندوؤں کے لیڈر ایم۔ کے اچاریہ نے ۲۹ مئی کو وائسرائے ہند کے ساتھ ملاقات کی۔ آپ پرانی طرز کے ہندوؤں کے حقوق کا انتظام کرنے کے لئے انگلستان میں ایک وفد لے جانے کی تیاری کر رہے ہیں

ریاست حیدرآباد کے متعدد با اثر ہندو مذہبی پیشواؤں نے ۳۰ مئی کو وفد کی صورت میں پولیٹیکل ممبر سے ملاقات کی۔ اور اپنی قوم کی طرف سے وفاداری کا یقین دلایا۔ بعض شریروں کی طرف سے ریاست کے خلاف جو بیہودہ سرائی کی جا رہی ہے اس کی پرزور مذمت کی۔ اور کہا۔ کہ ہم حضور نظام خلد اللہ ملکہ کو پرمیشور روپ (ظل اللہ) مانتے ہیں۔

بمبئی سے ۳۰ مئی کی خبر ہے کہ فساد تا حال جاری ہے۔ دوپہر تک ایک آدمی ہلاک اور ۲۷ زخمی ہو چکے ہیں۔ ایک مقام پر فوج اور پولیس پر جو ہجوم کو منتشر کر رہی تھی۔ سوڈا واٹر کی بوتلیں پھینکی گئیں۔ لوٹ کھسوٹ اور آتشزدگی کے واقعات بھی ہنوز جاری ہیں۔

کانپور کی پولیس نے ۲۹ مئی کو ایک مکان پر چھاپہ مارا جو ریپبلکن آرمی کا ہیڈ کوارٹر بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہاں سے ایک رائفل۔ ایک پستول۔ دو بم۔ بہت سے کارتوس اور آتش گیر مادہ کیمیائی کی بڑی مقدار برآمد کی۔ جب پولیس داخل ہوئی۔ تو اندر کوئی نہ تھا۔ صرف ایک معصوم بچہ چارپائی پر پڑا تھا۔ جس کے نیچے قومی جھنڈا بچھا ہوا تھا

سر جوزف بھور ۳ جون سے رخصت پر جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ سر راما سوامی آئر ان کی جگہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر [illegible]

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی